عالمی کپی رائٹ ایکٹ کا نفاذ 2 سال میں مکمل کرنے کا حکم، ملک بھر میں کتابوں کی قیمتوں میں اضافہ متوقع

عبدالرحمٰن فاروقی، ریاض سے واپس

ریاض (پیغام نیوز) 12 مئی 2021ء: مملکت سعودی عرب نے عالمی کپی رائٹ ایکٹ کے نفاذ کی مدت دو سال مقرر کر دی ہے۔ اس کے بعد ملک بھر میں کتابوں کی قیمتوں میں اضافہ متوقع ہے۔ منگل کے روز ریاض میں وزارت ثقافت و اطلاعات کے ترجمان ڈاکٹر فیصل الدوسری نے ایک پریس بریفنگ میں بتایا کہ نیا قانون 5 اگست 2021ء سے نافذ ہوگا۔ اس کے تحت کتاب، موسیقی، فلم، ڈرامہ، سافٹ ویئر اور ڈیزائن سمیت تمام تخلیقی کاموں کو 50 سال تک تحفظ حاصل ہوگا۔ اب تک یہ مدت 30 سال تھی۔

ڈاکٹر فیصل الدوسری نے کہا کہ ’’ہم نے یہ مدت اس لیے بڑھائی ہے تاکہ مصنف اور اس کے ورثا کو اپنی محنت کا زیادہ عرصہ فائدہ پہنچ سکے، اور ہم عالمی معیار کے برابر آ جائیں۔‘‘ انہوں نے کہا کہ نئے قانون کے تحت غیر ملکی کتابوں کے تراجم کے حقوق بھی خریدنا ہوں گے، جس کی وجہ سے درآمد شدہ کتابوں کی قیمتیں بھی بڑھ جائیں گی۔ ان کا کہنا تھا کہ ’’ہم نے ایک متوازن راستہ اختیار کیا ہے، ہم نہ تو صارفین کے مفادات کو نظر انداز کر سکتے تھے اور نہ ہی تخلیق کاروں کے حقوق کو۔‘‘

ادھر ریاض کی معروف کتاب فروش کمپنی ’’دار الورق‘‘ کے جنرل منیجر عبدالعزیز الشمری نے کہا کہ نئے قانون سے ناشرین کو فائدہ ہوگا، لیکن اس کے ساتھ ہی کتابوں کی قیمتیں بھی بڑھ جائیں گی۔ ان کا کہنا تھا کہ ’’ہمارے گاہک پہلے ہی مہنگائی سے پریشان ہیں، ایسے میں کتاب کا مہنگا ہونا ان کی قوتِ خرید پر مزید بوجھ ڈالے گا۔‘‘ انہوں نے تجویز دی کہ حکومت کو کم از کم ضروری کتابوں پر ٹیکس میں چھوٹ دینی چاہیے۔

دوسری طرف ادیبوں اور مصنفین کی تنظیم ’’رابطۂ قلم‘‘ نے اس فیصلے کا خیرمقدم کیا ہے۔ تنظیم کے صدر پروفیسر عبدالحمید الزاہدی نے کہا کہ ’’یہ قانون ہمارے نوجوان مصنفین کے لیے بہت حوصلہ افزا ہے، اب وہ بغیر کسی خوف کے اپنی تخلیقات پر محنت کر سکیں گے۔‘‘ تاہم انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت کو اس قانون کے نفاذ کے لیے ایک خصوصی عدالت قائم کرنی چاہیے، کیونکہ عام عدالتوں میں دائر مقدمات برسوں تک فیصلے کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

وزارت ثقافت و اطلاعات کے ترجمان کے مطابق نئے قانون کے نفاذ کے لیے ایک خصوصی کمیٹی بھی تشکیل دی جا رہی ہے، جو ہر ماہ اپنی پیش رفت کی رپورٹ پیش کرے گی۔ کمیٹی میں وزارت کے نمائندوں کے علاوہ تین ماہر وکلا اور دو ناشرین کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر فیصل الدوسری نے کہا کہ ’’ہم چاہتے ہیں کہ یہ قانون کاغذ پر نہ رہے بلکہ عملی طور پر بھی نظر آئے، اس کے لیے ہم ہر ممکن تعاون کریں گے۔‘‘

(جاری ہے)

صفحہ ۱۲ کالم ۱ سے جاری

ہوگئیں، تاہم ہمارے حوصلے بلند ہیں۔‘‘

ڈاکٹر فرحانہ نے بتایا کہ ان کے ادارے نے متاثرہ خاندانوں کے لیے ایک ہیلپ لائن قائم کی ہے جس پر اب تک 1,200 سے زائد کالیں موصول ہو چکی ہیں۔ ان میں سے بیشتر خواتین نے گھریلو تشدد، طلاق اور بچوں کی تحویل کے بارے میں رہنمائی طلب کی۔ ’’ہم نے محسوس کیا کہ بہت سی خواتین کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے قانونی حقوق کیا ہیں، اس لیے ہم نے ہیلپ لائن کے ساتھ ساتھ ایک مختصر کتابچہ بھی تیار کیا ہے جو اردو اور سندھی دونوں زبانوں میں دستیاب ہے۔‘‘

ادارے کے قانونی مشیر بیرسٹر عمران قریشی نے کہا کہ ’’ہم صرف مقدمات لڑنے تک محدود نہیں رہنا چاہتے، ہم چاہتے ہیں کہ متاثرہ خواتین کو ایسا ماحول میسر آئے جہاں وہ بغیر خوف کے اپنی بات کہہ سکیں۔‘‘ انہوں نے بتایا کہ ادارے کے وکلا ہر ہفتے ایک روز مفت قانونی مشورے دیں گے۔ ڈاکٹر فرحانہ نے کہا کہ ادارہ جلد ہی ایک شیلٹر ہوم بھی قائم کرے گا جہاں ضرورت مند خواتین کو عارضی رہائش فراہم کی جائے گی۔

ساحلی شہر میں نئی بندرگاہ کے خلاف ماہی گیروں کا احتجاج، کام روکنے کا مطالبہ

ہفتہ وار ہڑتال، مذاکرات کی پیشکش

نمائندہ خصوصی، کوٹ سلیمان

کوٹ سلیمان (نمائندہ خصوصی) 12 مئی: ساحلی شہر کوٹ سلیمان میں زیرِ تعمیر نئی بندرگاہ کے خلاف ماہی گیروں کا احتجاج بدھ کے روز بھی جاری رہا۔ ہفتہ وار ہڑتال کے دوسرے دن شہر کے مرکزی چوک میں ہزاروں افراد جمع ہوئے۔ مظاہرین کے ہاتھوں میں پلے کارڈ تھے جن پر ’’ہمارا سمندر ہمارا حق‘‘ اور ’’بندرگاہ نہیں، ہمیں روزگار چاہیے‘‘ جیسے نعرے درج تھے۔ احتجاج کی قیادت ماہی گیر اتحاد کوٹ سلیمان کے صدر حاجی نور محمد بلوچ کر رہے ہیں۔

مظاہرین کا کہنا ہے کہ بندرگاہ کی تعمیر کے لیے جس علاقے میں سمندر کو گہرا کیا جا رہا ہے وہ ان کی روایتی مچھلی پکڑنے کی جگہ ہے۔ ان کے بقول اس منصوبے سے نہ صرف ان کی کشتیوں کے راستے بند ہو جائیں گے بلکہ مچھلی کی افزائش بھی متاثر ہوگی۔ حاجی نور محمد بلوچ نے کہا: ’’ہم نے کبھی ترقی کی مخالفت نہیں کی، لیکن ترقی کے نام پر ہمارے بچوں کی روٹی نہیں چھینی جانی چاہیے۔ ہمارے آباؤ اجداد اسی ساحل پر جیے اور یہیں مریں گے۔‘‘

ضلعی انتظامیہ کے مطابق بندرگاہ کا منصوبہ صوبائی حکومت کے ترقیاتی پروگرام کا حصہ ہے اور اس پر مجموعی طور پر 42 ارب روپے لاگت کا تخمینہ ہے۔ ڈپٹی کمشنر کوٹ سلیمان کیپٹن (ر) عارف جمیل خٹک نے ایک بیان میں کہا کہ ماہی گیروں کے تحفظات دور کرنے کے لیے ایک مشاورتی کمیٹی بنائی جائے گی جس میں مظاہرین کے نمائندے بھی شامل ہوں گے۔ تاہم انہوں نے واضح کیا کہ منصوبے کو روکا نہیں جائے گا۔

ہفتہ وار ہڑتال کے دوسرے دن شہر کے بیشتر تجارتی مراکز بند رہے۔ ٹرانسپورٹ یونین کوٹ سلیمان کے صدر ملک فیروز خٹک نے بھی احتجاج کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ ان کے مطابق اگر مذاکرات کامیاب نہ ہوئے تو ٹرانسپورٹ بھی پیر سے پہیہ جام ہڑتال میں شامل ہو جائے گی۔ اس صورت میں ضلع کے دیہی علاقوں سے شہر آنے والی سبزی اور دودھ کی سپلائی بھی متاثر ہو سکتی ہے۔

دوسری جانب ماہی گیروں کے ایک وفد نے ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کی ہے۔ ڈی سی نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ماہی گیروں کے نمائندوں کو منصوبے کے ماحولیاتی اثرات کے مطالعے کی رپورٹ فراہم کی جائے گی۔ ساتھ ہی ان کے لیے متبادل روزگار کے منصوبوں پر بھی غور کیا جائے گا۔ تاہم مظاہرین کا کہنا ہے کہ جب تک تحریری معاہدہ نہیں ہوتا، وہ اپنا احتجاج ختم نہیں کریں گے۔

صفحہ ۱۲ کالم ۱ سے جاری

ہے۔ ان کے بقول ادارے کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ ایسے مقدمات کو جو عام عدالتوں میں برسوں لٹکے رہتے ہیں، ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی ٹیم کے ذریعے نمٹایا جائے۔ ’’ہم چاہتے ہیں کہ انصاف صرف ہو نہیں بلکہ ہوتا ہوا نظر بھی آئے۔‘‘

ادارے کے ڈائریکٹر آپریشنز کیپٹن (ر) سلمان اکبر نے بتایا کہ ادارے کے پاس اس وقت 14 وکلا اور 6 سرکاری افسران کی ٹیم موجود ہے جو مختلف اضلاع میں جا کر مقدمات کی سماعت کرے گی۔ ان کے مطابق ادارے کے قیام کے لیے 3 کروڑ 20 لاکھ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا تھا، جس میں سے 1 کروڑ 75 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ ’’ہم نے کوشش کی ہے کہ کم سے کم وسائل میں زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے، اور اب تک کی کارکردگی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم درست سمت میں جا رہے ہیں۔‘‘

ادارے کے قیام کا اعلان گزشتہ سال 8 جنوری کو کیا گیا تھا اور اس کے لیے 9 ماہ کی مدت مقرر کی گئی تھی۔ تاہم کورونا وبا کے باعث 19 مارچ 2020ء کو ادارے کا کام عارضی طور پر معطل کرنا پڑا۔ ڈاکٹر فرحانہ نے کہا کہ ’’وبا کے دوران ہم نے محسوس کیا کہ بہت سے مقدمات میں فریقین کو عدالت تک پہنچنے میں شدید دشواری ہو رہی ہے، اس لیے ہم نے ادارے کے کام کو آن لائن سماعت کے ساتھ بھی جوڑ دیا ہے۔‘‘

ادارے کے قیام کے خلاف وکلا کی ایک تنظیم نے احتجاج بھی کیا تھا۔ تنظیم کے صدر ایڈووکیٹ ہارون الرشید کا کہنا تھا کہ ’’ہم انصاف کی فراہمی کے مخالف نہیں، لیکن ہمیں خدشہ ہے کہ یہ ادارہ آہستہ آہستہ پورے نظام کو اپنے اندر سمیٹ لے گا اور باقی عدالتیں بند ہو جائیں گی۔‘‘ تاہم ڈاکٹر فرحانہ نے اس تاثر کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ادارہ صرف ان مقدمات کو سنے گا جو فریقین کی رضامندی سے اس کے سامنے لائے جائی